۱۵- پرسنل لا بورڈ کے کرنے کا کام [illegible]

شبہ نہیں کہ معاشرہ کا جو خراب ہے اور جو ... وجہ سے حکومت یا عدلیہ کو مسلم پرسنل [illegible]
دخل اندازی کا موقعہ ملتا ہے اس کا سبب بڑا سبب مسلم معاشرہ میں [illegible]
اس لئے مسلم پرسنل لا بورڈ کا کام صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ اس سلسلہ میں مسلمانوں [illegible]
دناری سے حکومت کو باخبر رکھے، (یہ کام حکومت کی سی آئی ڈی بہت اچھی طرح [illegible]
یا اس سے کچھ مطالبات کرتا رہے بلکہ اسے چند اور اقدامات بھی کرنے چاہئیں۔

(۱) لوگوں کو نکاح و طلاق، نفقہ، سکنیٰ اور تحکیم وغیرہ کے مسائل سے روشناس
کرایا جائے۔ تحکیم اگرچہ طلاق واقع ہونے کے لئے شرط نہیں ہے۔ لیکن یہ اختلافات
کا یہ وہ علاج ہے جو اللہ نے جو تجویز کیا ہے۔ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا
حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ
بَيْنَهُمَا (النساء: ۳۵) اور اگر کہیں تم لوگوں کو میاں بیوی کے تعلقات بگڑنے
کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں
میں سے مقرر کر دو۔ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت
کی صورت نکال دے گا، ہم نے اللہ کا بتایا ہوا یہ نسخہ شفا اپنے معمولات سے [illegible]
کر دیا ہے۔ اس کی وجہ سے تفریق بین الزوجین کا تناسب بڑھ گیا ہے جب
(ب) قوانین کے مسائل سے کما حقہ واقفیت ہو جائیگی تو اکثر معاملو
ہے، شریعت
پر قانع رہنے کی کو ہو جائیں گے،
ضرورت اس کی ہے کہ (ج) اور اختلافی مسائل میں مختلف الفکر علماء کے درمیان مذاکرات
۱۴- علماء کرام کی خدمت (ذ) کی راہ اختیار کی جائے۔ تین طلاقوں کے بارے میں
ہیں اس کی ذمہ داری ہے علماء کے [illegible] سے اختلاف مشہور ہے۔ چند سال پہلے [illegible]
بنی اسرائیل کے نبیوں سے مشابہ [illegible] پر احمد آباد میں ایک سیمینار منعقد ہوا [illegible]

جس کی وجہ سے علماء کے درمیان اختلاف فکر کم ہوا تھا۔

طلاق مکرہ (جبری طلاق) کے بارے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بہت معروف ہے۔ اسی طرح طلاق غضبان اور طلاق سکران (غصہ یا نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق) امام تیمیہ علیہ الرحمہ جیسے اہل علماء کے نزدیک واقع نہیں ہوتے۔ متفقہ دین فی الفقہ سے درخواست ہے کہ وہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی فکر اور جرأت پیدا کریں۔ انھوں نے زوجہ مفقود الخبر کی مدت انتظار کے بارے میں عورتوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے فقہ حنفی کو چھوڑ کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ (ملاحظہ ہو ان کی کتاب الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ) اسی پر مجنون اور عنین (نامرد) کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اجتہاد پر ایک ثواب اور صحیح اجتہاد پر دوہرے ثواب کا اجر ہمیں یہ نصیحت دیتا ہے کہ اختلافی مسائل میں سہل ترین راہ عموماً (اور فتنہ کے احتمال کی صورت میں خصوصاً) اختیار کی جانی چاہئے اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ (البقرہ - ۱۸۵) اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا۔ پس اگر اختلافی مسائل میں تیسیر کی راہ اختیار کی جائے تو یہ منشائے قرآنی کے عین مطابق ہوگا۔

(ج) جگہ جگہ شرعی پنچایتیں قائم کرے جہاں ہر مرد و عورت کی جائز شکایات کا تدارک ہو کیونکہ عدالتیں انھیں مقدمات کو فیصل کیا کرتی ہیں جو دادرسی کے لئے ان کے یہاں داخل کی جاتی ہیں اگر مسلمان ان عدالتوں میں جانا چھوڑ دیں تو وہ ہمارے فیصلے صادر نہیں کر سکتیں۔ یہ تو دراصل ہم ہیں جو انھیں مداخلت فی الدین کی دعوت دیتے ہیں۔

(د) ایک مرکزی قانونی بورڈ تشکیل دے جس میں ایسے قانون دانوں کی خدمات حاصل کی جائیں جو دین کا بھی علم، فہم اور شعور رکھتے ہوں تاکہ وہ ہوا کے رخ کو دیکھتے رہیں

اور ہندوستان کے تمام قانون ساز اداروں میں جو بھی حل پیش ہوں ان کا مطالعہ [illegible] شریعت اسلامیہ کے نقطہ نظر سے ان کے اسقامات کی نشاندہی کریں گذشتہ [illegible] میں پاس کئے گئے قوانین کا مطالعہ کرکے ان کے اسلامی شریعت سے متصادم دفعات کی بھی نشاندہی ضروری ہے۔

(د) ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۵ (۱) د قانونی طور سے بلاشبہ قابل اعتراض ہے جس پر آج تک مقننہ نے غور کیا نہ عدلیہ نے یہ دفعہ صرف ان عورتوں کو تحفظ دیتی جن کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے آخر اس د نفع ،، سے وہ عورتیں کیوں فائدہ نہیں اٹھا سکتیں جو کسی طرح محنت و ملازمت کرکے اپنا خرچ چلاتی ہیں۔ یہ قانون کی عدم مساوات ( ) ہے جس کے تحت ہر مطلقہ کو برابر کے حقوق نہیں مل رہے ہیں دیکھئے اسلام نے عورتوں کو مال رکھنے اور کمانے کی آزادی دی ہے لیکن اس کا نفقہ شوہر کے اوپر فرض ہے۔ اس بارے میں کمانے والی یا نہ کمانے والی کے درمیان کوئی تفریق نہیں دراصل دنیا کو اس الہٰی قانون (قرآنی قانون) سے ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے، ہمارا یہ ماننا ہے کہ حکومت ہند اگر ہندوستان کی تمام عورتوں کے ساتھ انصاف کرنے میں واقعی مخلص ہے تو اسے سب سے پہلے یعنی مرحلہ اول میں اسلام کا پورا عائلی نظام اختیار کر لیا جائے اس کے بعد ہی اسے اس نظام کی برکتوں کا اندازہ ہوگا لیکن یہ نظام ان تمام غیر اسلامی اسقامات سے صرف نظر کرتے ہوئے اختیار کرنا چاہئے جو موجودہ شریعت ایکٹ میں پائے جاتے ہیں۔ ورنہ

۱۶ - مقننہ اور عدلیہ سے

(ب) مقننہ ([illegible])

۲۵ تا ۳۰ متعلقہ بنیادی حقوق کی پابندی ہے گولک ناتھ کیس (سپریم کورٹ اے آئی آر ۱۹۶۷ء) نے بنیادی حقوق ([illegible]) [illegible]

ایسا فوقیت ملتی ہے دستور کا آرٹیکل نمبر [illegible]

تحفظ کے پیش نظر نہیاں پیدا کر دی۔ اس سلسلے میں ضابطہ اور دستور کو بدل دینا مناسب ہوگا، لیکن اگر مصلحتیں اس میں مانع ہوں تو جس طرح آرٹیکل ۲۵(۲)(۱) سے عورتوں اور بچوں کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے اسی طرح آرٹیکل ۴۴ کے احکامات سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کر دینا چاہیے۔ پھر طلاق اگر دینے کے تعلق سے کوئی دشواری پیش نظر ہی ہو تو جو فرقہ اسلامی قانون کی بے حرمتی کا مرتکب ہو اس پر جرمانہ کرنے کا قانون بنایا جا سکتا ہے۔ جس کی رقم وارثان زوجہ مطلقہ کو دی جانی چاہیے جیسے کوئی مرد اگر اپنی بیوی کو غیر شرعی طلاق دے تو طلاق تو واقع ہو جائے گی لیکن اس طریقہ غیر شرعی کو سزا کے طور پر شوہر سے جرمانہ وصول کر کے سرکاری خزانے میں جمع کرنے کے بجائے مطلقہ کو دیا جائے۔ مزید یہ کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۷ (۳) ب کو دفعہ ۱۲۵ کے ساتھ ختم کر دیا جائے یا دفعہ ۱۲۵ (ب) کی تشریح میں بیوی کی تعریف سے مطلقہ کو خارج کر دیا جائے۔

(۳) عدالتوں کا کام یہ ہے کہ جذبات سے مبرا ہو کر قانون کا انطباق کیا کریں اور یہ بنیادی اصول ہو دیں کہ وہ تمام قوانین بشمول قرآنی قوانین کی کامل تعبیر کا حق رکھتی ہیں لیکن قانون بنانا ان کے فرائض میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ ملک کے موقت قوانین کو نافذ کرنے کا اختیار رکھتی ہیں۔ مسلم مسائل کے تعلق سے ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کسی شرعی پنچایت نے اگر کوئی فیصلہ کر دیا ہو اور قوت نافذہ نہ ہونے کی وجہ سے نافذ کرنے سے وہ معذور ہو تو اس فیصلہ کو قانونی حیثیت دیں تاکہ اس کا نفاذ ہو جائے جیسا کہ عام پنچایتی فیصلوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ نیز کسی نافذ شدہ فیصلہ میں دخل اندازی نہ کریں جیسا کہ امارت شرعیہ بہار کے فیصلوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اگر ایسا کیا گیا تو ان عدالتوں پر مسلمانوں کا اعتماد بحال ہو سکتا ہے۔ وکلمۃ اللہ ھی العلیا۔

عربی علوم وفنون

اور جدید مغربی ادب

—— شمیم الحسن امانت اللہ

علم وادب کا سرمایہ رکھنے والی قومیں جہاں جاتی ہیں وہاں اپنے علمی اثرات، ثقافت کے نقوش اور تہذیب وتمدن کے ایسے روشن منارے چھوڑ جاتی ہیں جن سے دنیا ہمیشہ رہنمائی حاصل کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح عرب قوم اگر ایک طرف جرأت وشجاعت، ہمت واستقلال اور عزم وثبات کی پیکر تھی تو دوسری طرف علوم وفنون، حکمت ومعرفت اور تہذیب وتمدن کی عظیم دولت سے مالا مال بھی تھی، اس قوم نے جن جن مقامات پر فتح ونصرت کے جھنڈے گاڑے وہاں علوم وفنون کے دریا بھی بہادیئے۔ چنانچہ اپنی فتوحات کے دائرہ کو وسیع کرتے ہوئے عربوں نے جب اندلس کو فتح کیا تو اسے عربی ثقافت اور علوم وفنون کا مرکز بنا دیا۔ اور پھر یورپ نے دل کھول کر اس گہوارۂ علم سے استفادہ کیا۔ یورپ قرون وسطیٰ میں نہ صرف فلسفہ وادب بلکہ دیگر تمام علوم وفنون میں عربوں سے بہت پیچھے تھا۔ لیکن عربوں کے انھیں ذخیروں سے استفادہ کر کے آج وہ اپنا سر فلسفہ اور ادب کے میدان میں بھی بلند کر رہا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اب وہ علم وفضل کے میدان میں دنیا کی قیادت کا دعویدار بھی ہو گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت کا مطالعہ کرنے والوں اور اصحاب علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان کے بیشتر علوم عربوں ہی کے مرہون منت ہیں خواہ وہ ادب ہو یا حکمت، فلسفہ ہو یا منطق، کیمیاوی علوم ہوں یا ریاضیات کے پیچیدہ مسائل، علم نجوم ہو یا فن تعمیر، صنعت ہو یا تجارت، الغرض تمام علوم وفنون [illegible] مرہون منت ہیں۔

اہل یورپ کو قدیم یونانی فلسفہ سے [illegible]

عربی کتب فلسفہ کے لاطینی زبان میں منتقل ہونے سے پہلے یورپ یونانی فلسفے سے بالکل ناآشنا تھا۔ اسی طرح یورپ کو مختلف علوم سے متعارف کرانے میں اندلس اور صقلیہ کے علما کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔ صقلیہ نے جو عربوں کے ۱۳۰ سالہ دورِ حکومت میں علم و فضل کا گہوارہ رہا ہے اپنے علوم و فنون کی بارش سے پورے یورپ کو خوب خوب سیراب کیا اور یہ اسی گلشنِ علم و ادب کی خوشبو ہے جس نے آج تک یورپ کی فضا کو معطر کر رکھا ہے۔

خود نورمانڈی بادشاہوں نے عرب علما، اور دوسرے مترجمین کی مدد سے بہت سی عربی کتابوں کا لاطینی زبانوں میں ترجمہ کروایا، چنانچہ روجر ثانی نے ۱۱۰۰ء میں مشہور جغرافی ابو عبداللہ محمد بن الادریسی کو پورے آباد علاقوں کا عربی زبان میں جغرافیہ تیار کرنے کا کام سپرد کیا تھا۔

اندلس اور صقلیہ کے علاوہ صلیبی جنگوں کے زمانے میں یورپ کو مصر، سوریا اور فلسطین نے بھی تہذیب و تمدن کے بہت سے خزانے دیئے ہیں۔

یورپ عربی حضارت اور ثقافت سے جس قدر متاثر ہوا ہے اس کا موجودہ دور میں پورا پورا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ یورپ کی تاریخ میں قرونِ وسطیٰ کا زمانہ ابہام و غموض کی تاریکی میں اس طرح گھرا ہوا ہے کہ اصل حقیقت کا پتہ لگانا ہی مشکل ہو گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اندلس میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک طویل جنگ کے بعد جب اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوا تو وہاں کی فضا عربوں کے خلاف نفرت و تعصب اور بغض و حسد کے زہر سے پوری طرح مسموم ہو چکی تھی، اور جس نے عربی اثرات کو نیست و نابود کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

اور تیسری وجہ جو نہایت اہم اور ناقابلِ تردید ہے وہ یہ کہ یورپ نے ہمیشہ [illegible] استفادہ کے بعد [illegible] کو چھپایا ہے۔ یورپ کے تمام مورخین [illegible] مسلمانوں کے [illegible] یورپ کے ادب پر گہرا [illegible]